

از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 27 اکتوبر 1964

کمشنر آف انکم ٹیکس، مدراس

بنام

ایس رمن چیٹیار

(کے ساراؤ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری جسٹسز)

انڈین انکم ٹیکس ایکٹ (11، سال 1922)، ذیلی دفعہ 22 (3) اور 34-
دفعہ 34 کے تحت غیر قانونی نوٹس-ریٹرن جمع کروانا-دفعہ 34 کے تحت بعد کی
کارروائی-اگر ریٹرن کو نظر انداز کرتے ہوئے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 34 کے تحت 3 اپریل 1948 کو ایک
نوٹس کے جواب میں ٹیکس دہندگان نے 1944-45 اور 1945-46 کے ریٹرن
جمع کرائے۔ انکم ٹیکس افسر نے پچھلے سال کے لئے کارروائی ختم کر دی اور اگلے سال
کے لئے خالص قابل ٹیکس آمدنی کا تعین کیا۔ ٹیکس دہندگان نے پہلے ایسٹ
اسسٹنٹ کمشنر اور پھر ایسٹ ٹریبونل میں اپیل کی۔ ٹریبونل نے اپیل کو جزوی طور پر
منظور کرتے ہوئے کہا کہ طے شدہ منافع کا ایک حصہ تخمینہ سال 1944-45 میں
قابل تخمینہ تھا اور مشاہدہ کیا کہ انکم ٹیکس افسر مناسب کارروائی کرنے کے لئے آزاد
ہے۔ انکم ٹیکس افسر نے کمشنر کی منظوری حاصل کرنے کے بعد دفعہ 34 کے تحت
ایک بار پھر نوٹس جاری کیا، جیسا کہ ترمیمی ایکٹ 48، سال 1948 (8 ستمبر 1948
کو منظور کیا گیا تھا، لیکن 30 مارچ 1948 سے ماضی میں کیا گیا تھا) کے مطابق، تخمینہ

سال 1944-45 کے سلسلے میں۔ وہ ٹریبونل کی جانب سے سال کے منافع کے طور پر طے کی گئی رقم کو ٹیکس میں لے کر آئے۔ ٹیکس دہندگان کی ایپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر اور ایپیلیٹ ٹریبونل میں کی گئی ایپیلیٹ ناکام رہیں۔ ہائی کورٹ نے ایک ریفرنس پر ٹیکس دہندگان کے حق میں فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ سال 1944-45 کے لئے دفعہ 34 کے تحت دوبارہ جائزہ درست نہیں تھا۔ کمشنر نے سپریم کورٹ میں اپیل کی۔

حکم ہوا کہ: ٹیکس دہندگان کی طرف سے جمع کرایا گیا پہلا ریٹرن دفعہ 22 (3) کے تحت ایک درست ریٹرن تھا۔ لہذا محکمہ اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا اور دفعہ 34 کے تحت اس مفروضے پر نوٹس جاری نہیں کر سکتا تھا کہ دفعہ 22 کے تحت ٹیکس دہندگان کی جانب سے کوئی کوتاہی یا ناکامی ہوئی ہے۔ [884 B-C; 887 C]

دفعہ 22 (3) ٹیکس دہندگان کو اجازت دیتا ہے کہ وہ تخمینہ لگانے سے پہلے کسی بھی وقت ریٹرن پیش کر سکتے ہیں، یعنی دفعہ 34 (3) میں بیان کردہ وقت سے پہلے۔ یہ اس معنی میں رضاکارانہ واپسی کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ از خود نوٹس ہونا چاہئے۔ اگر دفعہ 34 کے تحت پہلا نوٹس خراب قرار دیا گیا تھا کیونکہ 1948 کی ترمیم کے مطابق کمشنر کی منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی، تو اس میں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اس کی تعمیل میں کی گئی واپسی کو بھی ناقص سمجھا جائے۔ اگر کسی ٹیکس دہندہ کی جانب سے دفعہ 34 کے تحت جائز نوٹس موصول ہونے سے پہلے ریٹرن داخل کیا جاتا ہے تو اسے دفعہ 22 (3) کے تحت درست ریٹرن سمجھا جائے گا۔ [886 F-H; 889 C-D, F]

انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ بمقابلہ گدھور کے مہاراجہ پر تاپ سنگھ بہادر، (1961) 41 I.T.R 421، ممتاز شدہ
انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی سٹی بمقابلہ رنچوڈاس کارسنداس، (1959) 36 I.T.R 569 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آر کے داس اینڈ کمپنی بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس، مغربی بنگال
439 I.T.R 30(1956) کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔
اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 1096، سال
1963۔

مدراس ہائی کورٹ کے 3 جنوری 1961 کے فیصلے نمبری 114،
سال 1956 سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل کی گئی۔
درخواست گزار کی طرف سے کے این راج گوپال شاستری، آر
ایچ ڈھیسیر اور آر این سچتھی شامل ہیں۔
جواب دہندہ کی طرف سے ایس سوامی ناتھن اور آر گوپال
کرشنن۔

عدالت کا فیصلہ سیکری جسٹس نے سنایا

جسٹس سکری۔ یہ مدراس ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف خصوصی
اجازت کی اپیل ہے جس میں اس سوال کا جواب دیا گیا تھا کہ کیا 30 جون 1953 کو
سال 1944-45 کے لیے مکمل کی گئی دفعہ 34 (انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922)
کے تحت دوبارہ جائزہ لیا گیا ہے۔ متعلقہ حقائق درج ذیل ہیں:

جواب دہندہ، جسے بعد میں ٹیکس دہندہ کہا جاتا ہے، ایک ہندو غیر منقسم
خاندان ہے۔ سال 1944-45 اور 1945-46 کے دوران ٹیکس دہندگان نے
انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 22 کے تحت کوئی ریٹرن داخل نہیں کیا اور نہ ہی ایکٹ
کی دفعہ 22(2) کے تحت کوئی نوٹس جاری کیا گیا۔ 3 اپریل 1948 کو انکم ٹیکس افسر
نے دفعہ 34 کے تحت دونوں سالوں کے لئے نوٹس جاری کیے۔ اس وقت انکم ٹیکس
کمشنر کی منظوری حاصل کرنا ضروری نہیں تھا اور نہ ہی کوئی حاصل کیا گیا تھا۔ ٹیکس
دہندگان نے 4 ستمبر 1948 کو تخمینہ سال 1944-45 کے لئے ایک گوشوارہ داخل
کیا، جس میں 4،053 روپے کی آمدنی ظاہر کی گئی جو ہندو غیر منقسم خاندان کی قابل

ٹیکس حد 7,200 روپے سے کم تھی۔ ٹیکس دہندگان نے تخمینہ سال 1945-46 کے لئے ایک گوشوارہ بھی داخل کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ انکم ٹیکس افسر نے 1944-45 کی کارروائی کو بے نتیجہ قرار دے کر ختم کر دیا تھا، لیکن تخمینہ سال 1945-46 کے لئے، انہوں نے 27 اکتوبر، 1950 کو ایک حکم جاری کیا۔ خالص قابل ٹیکس آمدنی کا تعین 1,20,603 روپے کے طور پر کیا گیا ہے۔ ٹیکس دہندگان نے اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر سے اپیل کی اور پھر اپیلٹ ٹریبونل میں اپیل کی۔ 19 نومبر 1952 کو اپیلٹ ٹریبونل نے جزوی طور پر اپیل کی اجازت دے دی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کچھ جائیدادوں کی فروخت سے حاصل ہونے والے کل 79,760 روپے کے منافع میں سے صرف 33,000 روپے کا تخمینہ سال 1945-46 میں لگایا گیا تھا اور 1944-45 میں 46,760 روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اپیلٹ ٹریبونل نے اپنے حکم میں کہا:

"انکم ٹیکس افسر کو اس طرح کی کارروائی کرنے کی آزادی ہے کیونکہ اسے پچھلے سال 1944-45 کے لئے ٹیکس دہندگان کی ذمہ داری کے بارے میں مشورہ دیا جاسکتا ہے۔"

27 فروری 1953 کو کمشنر کی منظوری حاصل کرنے کے بعد انکم ٹیکس افسر نے 1944-45 کے تخمینہ سال کے سلسلے میں ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت نوٹس جاری کیا۔ یہ اس نوٹس کی صداقت ہے جو اب سوالیہ نشان ہے۔ انکم ٹیکس افسر نے 30 جون 1953 کو ایک حکم جاری کیا، جس میں کل آمدنی 51,523 روپے بتائی گئی۔ اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر نے حکم کی توثیق کی۔ انہوں نے کہا کہ دفعہ 34(1)(a) کے تحت کارروائی شروع کرنے میں انکم ٹیکس افسر کی کارروائی درست ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اپیلٹ ٹریبونل کے اس فیصلے کے پیش نظر کہ انکم ٹیکس افسر 1944-45 کے تخمینے کے لئے ٹیکس دہندگان کی ذمہ داری کے بارے میں کارروائی کرنے کے لئے آزاد ہوگا، دفعہ 34 کی ذیلی دفعہ (3) کی دوسری شرط، جیسا کہ ترمیمی ایکٹ، سال 1953 میں ترمیم کی گئی ہے، لاگو ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں دفعہ 34 میں

بیان کردہ وقت کی حد لاگو نہیں ہوگی۔ اپیلٹ ٹریبونل نے اس سوال پر غور کیے بغیر کہ آیا ریونیو کے ذریعہ دفعہ 34(1)(a) کا استعمال کیا جاسکتا ہے، اس بنیاد پر تخمینے کی توثیق کی کہ ایکٹ کی دفعہ 34(3) کی دوسری شرط، جیسا کہ ترمیم کی گئی ہے، لاگو ہوتی ہے۔

ٹیکس دہندگان کے کہنے پر اپیلٹ ٹریبونل نے فیصلے کے آغاز میں بیان کردہ سوال کا حوالہ دیا۔ جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، ہائی کورٹ نے اس سوال کا جواب نفی میں دیا۔ اس نے کہا کہ اس کے باوجود کہ 4 ستمبر 1948 کو ٹیکس دہندگان کی طرف سے جمع کرایا گیا ریٹرن ایک غیر قانونی نوٹس کا نتیجہ تھا، محکمہ کی طرف سے ریٹرن کو نظر انداز یا نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے، اور محکمہ اس مفروضے پر ایکٹ کی دفعہ 34(1)(a) کے تحت مزید نوٹس جاری نہیں کر سکتا ہے کہ ٹیکس دہندہ کی طرف سے دفعہ 22 کے تحت آمدنی کی واپسی میں کوتاہی یا ناکامی ہوئی ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ انکم ٹیکس کمشنر بمقابلہ رنچھو داس کارسنداس⁽¹⁾ میں اس عدالت کے فیصلے کا تناسب موجودہ معاملے کو کنٹرول کرتا ہے۔

درخواست گزار کے وکیل راج گوپال شاستری نے کہا کہ یہ واپسی رضا کارانہ نہیں تھی اور چونکہ یہ غیر قانونی نوٹس کی پیروی میں کی گئی تھی، اس لئے اسے بھی غیر قانونی سمجھا جانا چاہئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کی بنیاد پر کوئی تخمینہ نہیں لگایا جا سکا۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ رنچھو داس کارسنداس⁽¹⁾ کا معاملہ ممتاز شدہ ہے۔

ٹیکس دہندگان کے فاضل وکیل نے اس مرحلے پر اس نئے نکتے پر زور دینے پر اعتراض اٹھایا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ اپیل کنندہ کی طرف سے اس عدالت میں دائر مقدمہ کے بیان میں قانون کی ایک تجویز اس طرح رکھی گئی ہے:

"3 اپریل 1948 کو جاری کیا گیا نوٹس اور 4 ستمبر 1948 کو جمع کرایا گیا ریٹرن درست ہونے کی وجہ سے اس طرح شروع کی گئی

کارروائی 27 اکتوبر 1950 کو ختم ہو گئی اور جب دوسرا نوٹس 27 فروری 1953 کو جاری کیا گیا تو کوئی کارروائی زیر التوا نہیں تھی۔"

وہ کہتے ہیں کہ یہ تجویز اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ واپسی درست تھی۔ قابلیت پر انہوں نے ہائی کورٹ کے استدلال کی تائید کی اور مزید کہا کہ اس معاملے میں انکم ٹیکس افسر 31 مارچ 1949 تک دفعہ 23 کے تحت ریٹرن کا جائزہ لے سکتے تھے۔

ہماری رائے میں اپیل کنندہ کوئی نیا نکتہ نہیں اٹھا رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مذکورہ بالا تجویز میں اپیل گزار کا کہنا ہے کہ ریٹرن درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ 3 اپریل 1948 کو جاری کیا گیا نوٹس درست ہے۔ تاہم مقدمہ کے بیان کے ایک اور حصے میں درخواست گزار کا کہنا ہے کہ 'ریٹرن رضا کارانہ ریٹرن نہیں تھا اور اس لیے اسے ریٹرن نہیں مانا جاسکتا جس پر درست اندازہ لگایا جاسکے، یہ مقدمہ ایسا تھا جہاں کوئی ریٹرن داخل نہیں کیا گیا تھا اور یہ بھی ایسا تھا جہاں آمدنی کا تخمینہ نہیں لگایا گیا تھا۔ لہذا دفعہ 34(1) کی شق (a) لاگو تھی اور دفعہ 34 کے تحت دوسرا نوٹس قانون کے ذریعہ منظور شدہ مدت کے اندر دیا گیا تھا۔

اس معاملے میں جو مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا 4 ستمبر 1948 کی واپسی کو ایکٹ کی دفعہ 22(3) کے تحت جائز واپسی سمجھا جاسکتا ہے۔ دفعہ 22(3) مندرجہ ذیل شرائط میں ہے:

"22(3). اگر کسی شخص نے ذیلی دفعہ (1) یا ذیلی دفعہ (2) کے تحت یا اس کے تحت اجازت شدہ وقت کے اندر ریٹرن جمع نہیں کرایا ہے، یا ان ذیلی دفعات میں سے کسی ایک کے تحت ریٹرن پیش کیا ہے، اس میں کوئی کوتاہی یا غلط بیان پایا گیا ہے، تو وہ تشخیص سے پہلے کسی بھی وقت ریٹرن یا نظر ثانی شدہ ریٹرن پیش کر سکتا ہے۔

دفعہ 22(3) ٹیکس دہندگان کو اجازت دیتا ہے کہ وہ تخمینہ لگانے سے پہلے کسی بھی وقت گوشوارے جمع کر سکتے ہیں، دفعہ 34(3) کے مطابق، جیسا کہ 1949 میں ہوا تھا، اگر واپسی درست ہوتی تو کم از کم 31 مارچ 1949 تک تشخیص کی جاسکتی تھی۔ لہذا، جیسا کہ ایس سنٹوشانا در بمقابلہ فرسٹ ایڈیشنل انکم ٹیکس آفیسر توتی کورن (1) اور کمشنر آف انکم ٹیکس بمبئی سٹی ٹو بمقابلہ بھگوان داس امرسی (2) میں بیان کیا گیا ہے کہ ریٹرن دفعہ 34(3) میں بیان کردہ وقت سے پہلے داخل کیا جانا چاہیے۔ تاہم، اس معاملے میں یہ شرط پوری ہو گئی ہے، مسٹر شناستری کہتے ہیں کہ دفعہ 22(3) میں یہ مزید واضح ہے کہ واپسی رضاکارانہ ہونی چاہیے۔ ہم اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ دفعہ 22(3) کے تحت کی جانے والی ہر واپسی رضاکارانہ واپسی ہونی چاہیے، اس معنی میں کہ یہ از خود نوٹس ہونا چاہیے۔ اگر دفعہ 22(1) کے تحت عام نوٹس یا دفعہ 22(2) کے تحت خصوصی نوٹس کی تعمیل میں واپسی کی جاتی ہے تو یہ رضاکارانہ طور پر کی گئی واپسی ہے لیکن از خود نوٹس نہیں۔ یہ عوامی نوٹس یا خصوصی نوٹس کے جواب میں کی گئی واپسی ہے۔ اگر دفعہ 22(1) اور دفعہ 22(2) کے تحت نوٹس کے جواب میں کوئی جواب نہیں دیا جاتا ہے، تو ایکٹ کچھ جرمانے عائد کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں پہلے دفعہ 22(1) یا دفعہ 22(2) کے تحت نوٹس کے جواب میں دفعہ 22(3) کے تحت کی گئی واپسی کو رضاکارانہ قرار دینا اور پھر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ دفعہ 34 کے تحت نوٹس کے جواب میں کی گئی واپسی رضاکارانہ نہیں ہے کیونکہ اس میں ٹیکس دہندگان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ کچھ آمدنی تشخیص سے بچ گئی ہے۔ ہماری رائے میں، دونوں قسم کے ریٹرن ایکٹ کی دفعہ 22(3) کے تحت ہیں۔ پہلی قسم کے معاملات میں، یہ ناقصہ راستہ دفعہ 22(3) کے تحت ہے۔ دفعہ 34 کے تحت نوٹس کی صورت میں اسے دفعہ 22(2) کے تحت نوٹس سمجھا جاتا ہے اور دفعہ 22(3) کے تحت ریٹرن سمجھا جاتا ہے۔ دفعہ 22(3) کی زبان سے ہم یہ کہنے سے قاصر ہیں کہ 4 ستمبر 1948 کی واپسی دفعہ 22(3) کے اندر واپسی نہیں تھی۔

حالانکہ، مسٹر شاستری کہتے ہیں کہ اس عدالت نے انکم ٹیکس بہار اور اڑیسہ کے کمشنر بمقابلہ گدھور کے مہاراجہ پر تاپ سنگھ بہادر⁽¹⁾ کے معاملے میں اس کے برعکس نقطہ نظر اپنایا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ اس عدالت نے کیا فیصلہ کیا۔ اس معاملے میں حقائق یہ تھے کہ مہاراجہ کے پاس زرعی آمدنی تھی اور 1944-45 سے 1947-48 کے چار تشخیصی سالوں کے کرایے کے بقایا جات پر سود وصول کیا گیا تھا۔ انکم ٹیکس حکام نے کرایہ کے بقایا جات پر وصول ہونے والے ان کے قابل تخمینہ آمدنی کے سود کو اس بنیاد پر شامل نہیں کیا کہ یہ زرعی آمدنی ہے۔ اس نظریے کو پریوی کونسل نے غلط قرار دیا تھا۔ انکم ٹیکس افسر نے کمشنر کی منظوری کے بغیر 8 اگست 1948 کو دفعہ 34 کے تحت نوٹس جاری کیے۔ دفعہ 34 میں انکم ٹیکس بزنس پرافٹ ٹیکس (ترمیمی) ایکٹ، 1948 (XLVIII، سال 1948) کے ذریعہ ترمیم کی گئی تھی۔ 3 اگست، 1948 کے مذکورہ نوٹسوں کی بنیاد پر تخمینہ لگایا گیا تھا۔ ہائی کورٹ کو بھیجا گیا سوال یہ تھا: "کیا معاملے کی جانچ کی کارروائی ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت جائز طور پر شروع کی گئی تھی"۔ اس عدالت نے کہا کہ:

"چونکہ ترمیمی قانون نے اصل دفعہ 34 کو اس دن سے نہیں بلکہ 30 مارچ 1948 کی تاریخ سے منسوخ کر دیا تھا اور اس کی جگہ دوبارہ نافذ کی گئی دفعہ کو تبدیل کر دیا تھا، جس میں شرط شامل تھی، اور شرط رکھی گئی تھی کہ دوبارہ نافذ شدہ دفعہ 30 مارچ، 1948 سے نافذ العمل سمجھی جائے گی۔ جزل کلاز ایکٹ کے دفعہ 6 کے اطلاق کو خارج کر دیا گیا تھا۔ چونکہ یہ تمام نوٹس 8 اگست 1948 کو جاری کیے گئے تھے، اس لیے قانون کی کتاب میں ایک ایسی شق موجود سمجھی جانی چاہیے جس کے تحت انکم ٹیکس افسر کو اپنی وجوہات درج کرنے اور دفعہ 34 کے تحت نوٹس جاری کرنے سے پہلے کمشنر کی منظوری کے لیے پیش کرنے کا حکم دیا گیا تھا، بشرطیکہ اس کی منظوری نہ مل جائے۔ انکم ٹیکس افسر کی جانب سے دفعہ 34(1) کی شرائط کی تعمیل

کیے بغیر جاری کیے گئے نوٹس غیر قانونی تھے اور دوبارہ جائزہ لینے کی پوری کارروائی غیر قانونی تھی۔"

ہائی کورٹ کو بھیجے گئے سوال کے پیش نظر، یہ عدالت واقعی میں کیے گئے گوشواروں کے جواز کے بارے میں فکر مند نہیں تھی، لیکن مسٹر شاستری ہائی کورٹ اور اس عدالت کے ذریعے کیے گئے کچھ مشاہدات پر منحصر ہیں۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے سامنے جب انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ بمقابلہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر⁽¹⁾ کے معاملے میں ریفرنس دائر کیا گیا تھا، تو فاضل وکیل نے دلیل دی تھی کہ انکم ٹیکس افسر کے لیے 8 اگست، 1948 کو ترمیم شدہ دفعہ 34 کے تقاضوں کی تعمیل کرنا عملی طور پر ناممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دلیل درست ہے، لیکن انکم ٹیکس ڈپارٹمنٹ تعصب کا شکار نہیں ہے کیونکہ دفعہ 34 کے تحت نوٹس 8 ستمبر کے بعد اور ترمیم شدہ دفعہ 34 کے تقاضوں کی تعمیل کے بعد دوبارہ جاری کیے جاسکتے ہیں۔ اس عدالت نے مذکورہ بالا فیصلے سے اپیل میں نوٹسوں کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا:

"در حقیقت، نئے نوٹس جاری کرنے کے لیے کافی وقت تھا، اور ہم یہ دیکھنے میں ناکام رہے کہ پرانے نوٹس کیوں واپس نہیں لیے گئے اور نئے نوٹس کیوں جاری نہیں کیے گئے۔"

یہ مشاہدات یقینی طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ اس عدالت نے فرض کیا تھا کہ اس معاملے میں نئے نوٹس جاری کیے جاسکتے تھے۔ مسٹر شاستری کا کہنا ہے کہ محکمہ نے وہی کیا ہے جو سپریم کورٹ نے اس معاملے میں اشارہ کیا تھا۔ لیکن، اس حقیقت کے علاوہ کہ ریٹرن کے جواز کے سوال پر کوئی بحث نہیں ہوئی ہے، یہ کہنا ممکن ہے کہ اس معاملے میں حقائق پر نئے نوٹس جاری کیے جاسکتے تھے۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے معاملے میں مہاراجہ نے دفعہ 22 کے تحت 1944-45 سے 1947-48 تک کے چار تشخیصی سالوں کے ریٹرن جمع کرائے تھے، اور تخمینہ لگایا گیا تھا، لیکن کرایہ کے بقایا جات پر سود کے سلسلے میں ٹیکس دہندگان کی آمدنی کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔

دفعہ 34 کے تحت نوٹس کی تعمیل میں ان کے گوشواروں کو دفعہ 22(3) کے تحت ریٹرن کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ وہ پہلے ہی ریٹرن فائل کر چکے تھے اور اپنے پچھلے گوشواروں پر نظر ثانی نہیں کر رہے تھے۔ لیکن موجودہ معاملے میں ٹیکس دہندگان نے دفعہ 22 کے تحت کبھی بھی ریٹرن داخل نہیں کیا تھا۔ انہوں نے جو پہلا ریٹرن دائر کیا تھا وہ دفعہ 34 کے تحت ایک نوٹس کے جواب میں تھا، لیکن وہ دفعہ 34 کے تحت نوٹس کے بغیر بھی یہ ریٹرن داخل کر سکتے تھے، کیونکہ دفعہ 34(3) کے تحت مقرر کردہ چار سال کی مدت ختم نہیں ہوئی تھی۔

انکم ٹیکس بمبئی سٹی کے کمشنر بمقابلہ رنچھوڑ داس کارسن داس (1) کی اس عدالت نے کہا کہ قابل ٹیکس حد سے کم آمدنی دکھانے والا ریٹرن ایک اچھا ریٹرن ہے اور انکم ٹیکس افسر ریٹرن کو نظر انداز کرنے اور دفعہ 34 کے تحت نوٹس جاری کرنے کا انتخاب نہیں کر سکتا ہے، ہدایت اللہ جسٹس نے عدالت کی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا کہ "یہ سمجھنا تھوڑا مشکل ہے کہ ریٹرن فائل ہونے کے بعد اس کے وجود کو کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے"۔ لیکن یہ مقدمہ اس بات کا تعین کرنے میں زیادہ مددگار نہیں ہے کہ آیا اس معاملے میں واپسی ایکٹ کی دفعہ 22(3) کے اندر ایک اچھی واپسی ہے یا نہیں۔

شاستری نے مزید دلیل دی کہ اگر دفعہ 34 کے تحت نوٹس کو غلط قرار دیا جاتا ہے تو اس کی پیروی کرتے ہوئے دی گئی واپسی کو بھی ناقص سمجھا جانا چاہئے۔ ہم مطمئن ہیں کہ اس بحث میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کلکتہ ہائی کورٹ کا آر کے داس اینڈ کمپنی بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس مغربی بنگال (2) کا فیصلہ یقینی طور پر شاستری کی دلیل کی تائید کرتا ہے، لیکن احترام کے ساتھ، ہم ہائی کورٹ کے استدلال سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں۔ اس حقیقت کے علاوہ کہ اس عدالت نے رنچھوڑ داس کارسن داس کے معاملے (1) میں اس فیصلے کو منظور نہیں کیا تھا، ہم اس بات کو سمجھنے

سے قاصر ہیں کہ اگر انکم ٹیکس افسر نے ریٹرن پر اپنا تخمینہ دفعہ 22(3) کے تحت ریٹرن سمجھ کر بنایا ہوتا، تو یہ تخمینہ ایک لمحے کی جانچ پڑتال کے قابل نہیں ہوتا۔

ہمیں لگتا ہے کہ انکم ٹیکس قانون کی اس شاخ میں 'رضا کارانہ ریٹرن' اور 'غیر رضا کارانہ ریٹرن' کے الفاظ کے استعمال سے کچھ الجھن پیدا ہو گئی ہے۔ دفعہ 22(3) میں اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے اور جو بھی وجہ یا محرک ہو اگر کسی ٹیکس دہندہ کی جانب سے دفعہ 34 کے تحت جائز نوٹس موصول ہونے سے پہلے درست ریٹرن داخل کیا جاتا ہے تو اسے دفعہ 22(3) کے اندر ریٹرن سمجھا جائے گا کیونکہ یہ ذیلی دفعہ کی زبان میں آتا ہے۔

نتیجے میں ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہائی کورٹ کو بھیجے گئے سوال کا جواب نفی میں دیا جانا چاہئے۔ اس کے مطابق، ہم اخراجات کے ساتھ اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔